

باب 4 مجلس عاملہ

تمہید

مجلس قانون ساز، مجلس عاملہ اور عدالیہ، حکومت کے تین بازو یا اعضا (آرگن) ہیں۔ مجموعی طور پر، یہ تینوں حکومت کا کام انجام دیتے ہیں اور امن و امان قائم کرنے اور عوام کی فلاح کے لئے اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ آئین اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ یہ تینوں اعضاء ایک دوسرے کے ساتھ تال میل رکھیں اور باہمی توازن قائم رکھیں۔ پارلیمانی نظام میں، مجلس عاملہ اور مجلس قانون ساز ایک دوسرے پر منحصر ہوتے ہیں۔ مجلس قانون ساز عاملہ کو کنٹرول کرتی ہے، دوسری جانب، عاملہ بھی اس پر کنٹرول کرتی ہے۔ اس باب میں ہم عاملہ کی تشکیل، ڈھانچہ اور ذمہ داریوں پر بحث کریں گے۔ اس باب میں آپ کو یہ علم بھی ہو سکے گا کہ وہ کون سی تبدیلیاں ہیں جو سیاسی مشق کی وجہ سے واقع ہوئی ہیں۔ اس باب کو پڑھنے کے بعد، آپ یہ جانئے کے قابل ہو سکیں گے:

- ❖ پارلیمانی اور صدارتی عاملہ کے درمیان امتیاز کرنا:
- ❖ صدر جمہوریہ کی آئینی حیثیت کو سمجھنا؛
- ❖ وزراء کو نسل کی تشکیل اور کام، اور وزیر اعظم کی اہمیت سے واقف ہونا، اور انتظامی مشینری کے کام اور اہمیت کو سمجھنا۔

عاملہ کیا ہے؟

آپ کی اسکول انتظامیہ کا نگران کون ہے؟ اسکول یا یونیورسٹی میں، اہم فیصلے کوں لیتا ہے، کسی بھی تنظیم میں کسی ایک عہدیدار کو فیصلے لینے ہوتے ہیں اور ان کو نافذ کرنا ہوتا ہے۔ اس سرگرمی کوہم انتظام یا میجمنٹ کہتے ہیں۔ لیکن انتظامیہ کے لئے سب سے اعلیٰ مقام پر ایک جماعت کا ہونا ضروری ہے جو حکمت عملی (پالیسی) سے متعلق فیصلے کرے گی یا اہم فیصلے کرے گی اور روزمرہ کے کاموں کی نگرانی رکھے گی۔ وہ باہمی تال میں بھی قائم کرے گی۔ ہر باضابطہ گروپ یا جماعت، ایسے اشخاص پر مشتمل ہوتا ہے جو خاص تنظیمیں کی ذمداری نہ جاتے ہیں یا اس تنظیم کی عاملہ کا کام انجام دیتے ہیں۔ بعض عہدیدار، حکمت عملی، اصول و طریقے طے کرتے ہیں اور دوسرے عہدیدار اس پر روزمرہ کے کاموں کی شکل میں ان پر عمل کرتے ہیں۔ ”عاملہ“ لفظ کے معنی ہیں: افراد کی ایک جماعت، جو اصولوں اور طریقوں کو حقیقی شکل میں نافذ کرنے کی نگرانی کرتی ہے۔

جہاں تک حکومت کا تعلق ہے، وہاں بھی ایک جماعت حکمت عملی کے فیصلے لیتی ہے۔ اصولوں اور طریقوں کو طے کرتی ہے جبکہ دوسری جماعت، ان کے نافذ کی نگرانی کرتی ہے۔ حکومت کا وہ عضو، جو نافذ اور انتظام کی نگرانی کرتا ہے عاملہ کہلاتا ہے۔

عاملہ کے خاص کام کیا ہیں؟ عاملہ، حکومت کی وہ شاخ ہے جو مجلس قانون ساز کے ذریعہ بنائے گئے قوانین اور حکمت عملیوں کو نافذ کرنے کی ذمدار ہوتی ہے۔ اکثر عاملہ بھی حکمت عملی تیار کرنے کے کام میں شامل ہوتی ہے۔ عاملہ کے عہدے اور ربته، ایک ملک سے دوسرے ملک میں مختلف ہوتے ہیں۔ بعض ممالک میں صدر ہوتے ہیں، جبکہ دوسرے ممالک میں چانسلر۔ عاملہ، محض صدر، وزیر اعظم یا وزراء کی جماعت نہیں ہے۔ اس کا دائرہ انتظامی مشینی (سول سر ٹس) تک پھیلا ہوا ہے۔ سربراہان، حکومت اور ان کے وزیر مجموعی طور پر حکمت عملی کی ذمداری کا بوجھ اٹھاتے ہیں ان کو بحیثیت مجموعی، سیاسی عاملہ (Political Executive) کہا جاتا ہے۔ وہ عہدیدار جو روزمرہ کے انتظام کے لئے ذمدار ہوتے ہیں، مستقل عاملہ کہلاتے ہیں۔



مجھے بیاد ہے میں نے کسی کو کہتے سننا کہ جمہوریت میں عاملہ کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے۔ کیا ایسا بڑی کمپنیوں کی عاملہ کے بارے میں بھی سچ ہے؟ کیا ان کو CEOs نہیں کہا جاتا؟ وہ کس کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں؟

عاملہ کی مختلف قسمیں کون کون سی ہیں؟

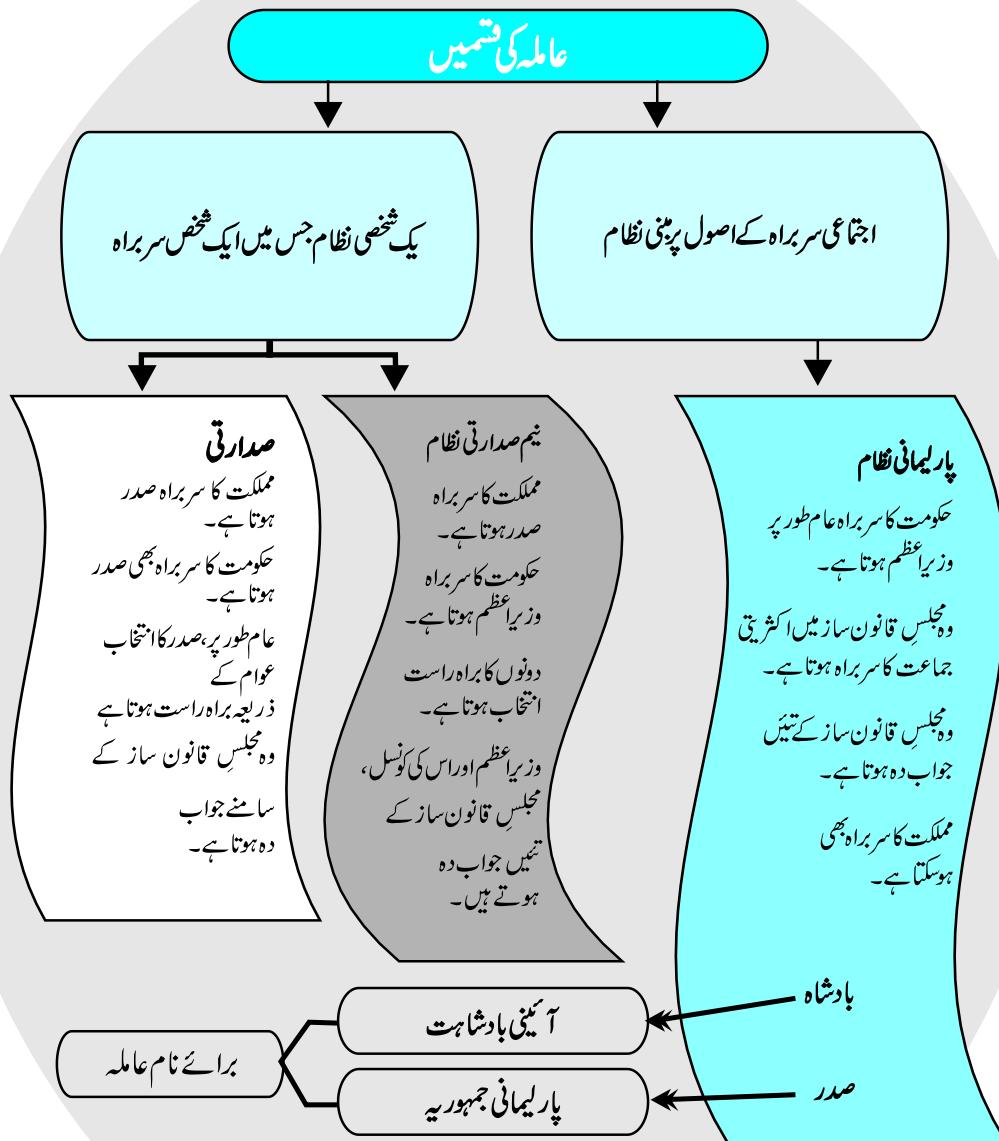
85

ہر ملک کی عاملہ ایک حصی نہیں ہوتی۔ آپ نے امریکہ کے صدر اور انگلینڈ کی ملکہ کے متعلق سننا ہوگا۔ امریکہ کے صدر اور ہندوستان کے صدر جمہوریہ کے اختیارات و فرائض، ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اسی طرح ملکہ انگلستان اور شاہ نیپال کے اختیارات ایک دوسرے سے جدا ہیں۔ ہندوستان اور فرانس، دونوں کے وزیر اعظم ہوتے ہیں، لیکن دونوں کے رول ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

سرگرمی

سارے ممالک کی سربراہ کافرنس یا G-8 ممالک کی میٹنگ کا فٹو حاصل کیجیے اور ان لوگوں کی فہرست بنائیے جنہوں نے اس میٹنگ میں شرکت کی۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں نے میٹنگ میں شرکت کیوں کی، دوسرے لوگوں نے کیوں نہیں کی؟

اس سوال کا جواب دینے کے لئے ہم مختصر طور پر بعض ممالک میں موجود عاملہ کی نوعیت کا خاکہ پیش کریں گے۔ امریکہ میں صدارتی نظام ہے اور تمام اختیارات صدر کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ کینیڈا میں پارلیمانی جمہوریت کے ساتھ ساتھ آئینی بادشاہت ہے جس کی باقاعدہ سربراہ مملکت ملکہ ایلزبتھ دوم ہیں اور حکومت کا سربراہ وزیر اعظم ہے۔ فرانس میں نیم صدارتی طرز حکومت ہے جس میں وزیر اعظم اور وزراء کا تقرر وہاں کا صدر کرتا ہے۔ لیکن ان کو عہدے سے ہٹانہیں سکتا کیوں کہ وہ پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ جاپان میں پارلیمانی نظام ہے جہاں صدر، مملکت کا باقاعدہ سربراہ ہوتا ہے۔ لیکن حکومت کا سربراہ وزیر اعظم ہے۔ اٹلی میں پارلیمانی نظام ہے جہاں مملکت کا باقاعدہ سربراہ صدر مملکت ہے لیکن وزیر اعظم حکومت کا سربراہ ہے۔ روس میں، نیم صدارتی حکومت ہے جہاں مملکت کا سربراہ صدر اور اس کے ذریعہ مقرر کردہ وزیر اعظم، حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔ جگنی میں پارلیمانی نظام حکومت ہے جس میں مملکت کا سربراہ صدر برائے نام حیثیت رکھتا ہے جبکہ حکومت کا سربراہ چانسلر ہوتا ہے۔



باب 4: مجلسِ عاملہ

صدر اُنیٰ نظام، صدر ملک کا بھی سر براد ہوتا ہے اور حکومت کا بھی۔ اس نظام میں صدر کا ذمہ بہت زیادہ طاقتور ہوتا ہے، اصولاً بھی اور عملًا بھی۔ اس طرح کے نظام حکومت میں امریکہ، بریزیل اور متعدد لاٹینی امریکہ کے ممالک شامل ہیں۔

سری لانکا میں نیم صدارتی عاملہ

1978 میں سری لانکا کے آئین میں ترمیم کی گئی اور عاملہ صدارت کا نظام شروع کیا گیا۔ عاملہ صدارت کے تحت، عوام براد راست صدر کا انتخاب کرتے ہیں۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ صدر اور وزیر اعظم کا تعلق ایک ہی سیاسی جماعت سے ہو یا پھر دو مختلف جماعتوں سے۔

آئین کے تحت، صدر کو وسیع اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ جس جماعت (پارٹی) کو پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل ہوتی ہے، اس سے وزیر اعظم کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ وزراء کو بھی پارلیمنٹ کا رکن ہونا چاہئے لیکن صدر، وزیر اعظم یا کسی وزیر کو اس کے عہدہ سے برخاست کر سکتا ہے۔ مملکت کا صدر اور تمام فوجوں کا سر براد ہونے کے علاوہ صدر، حکومت کا سر براد بھی ہوتا ہے۔

چھ سال کے لئے منتخب صدر مملکت کو اس کے عہدہ سے نہیں ہٹایا جاسکتا، سوائے ایک رزلیشن کے ذریعہ، جس کو پارلیمنٹ نے وہ تہائی اکثریت سے منظور کیا ہو۔ اگر پارلیمنٹ سے نصف سے بھی کم ممبر ان اس کو منظور نہ کریں اور اپنیکر کو یہ طمیناً ہو کہ الازمات کی تحقیق کرائی جائے، تو اپنیکر، اس معاملہ کی روپورٹ پر یہ کورٹ کو تیج سکتا ہے۔ سری لانکا کے صدر اور وزیر اعظم کی حیثیت ہندوستان سے کتنی مختلف ہے؟ ہندوستان اور سری لانکا میں صدر مملکت پر مقدمہ سازی کا باہمی موازنہ بیکھیے۔

پارلیمانی نظام حکومت میں وزیر اعظم حکومت کا سر براد ہوتا ہے۔ زیادہ تر پارلیمانی نظام حکومت میں مملکت کا سر براد، خواہ وہ صدر ہو یا بادشاہ، برائے نام سر براد ہوتا ہے۔ اس نظام میں صدر یا بادشاہ کی حیثیت رسی ہوتی ہے، جبکہ حقیقی اختیارات کا مالک وزیر اعظم اور اسکی کاپینہ ہوتی ہے، اس طرح کا نظام حکومت، جرمی، اٹلی، جاپان، انگلینڈ اور پرتگال میں راجح ہے۔ ایک نیم صدارتی نظام حکومت میں روزمرہ کے تمام اختیارات صدر اور وزیر اعظم کے پاس ہوتے ہیں جو پارلیمانی نظام سے قطعی مختلف ہے۔ اس نظام میں یہ ممکن ہے کہ بعض اوقات صدر اور وزیر اعظم کا تعلق ایک ہی پارٹی یا جماعت سے ہو۔ بعض اوقات دونوں کا تعلق علاحدہ جماعتوں سے بھی ہو سکتا ہے، جو ایک دوسرے کی مخالف ہو سکتی ہیں۔ اس طرح کا نظام حکومت فرانس، روس، سری لانکا وغیرہ میں راجح ہے۔

اپنی معلومات چیک کیجیے:

نہا: یہ واقعی بہت آسان ہے۔ جس ملک میں صدر ہوتا ہے، وہاں صدارتی عاملہ ہے، جس ملک میں وزیر اعظم ہوتا ہے وہاں پارلیمانی عاملہ ہے۔

آپ نہا کو کیسے سمجھائیں گے کہ ہر ملک میں ایسا نہیں ہوتا۔

ہندوستان میں پارلیمانی عاملہ

جب آئین ہند تحریر کیا گیا تو ہندوستان کو، 1919 اور 1935 کے ایکٹ کے تحت، پارلیمانی نظام چلانے کا کافی تجربہ حاصل ہو چکا تھا۔ اس تجربے نے یہ واضح کر دیا تھا کہ پارلیمانی نظام میں عوام کے نمائندے عاملہ کو بہتر طریقہ سے کنٹرول کر سکتے ہیں۔ آئین ساز ایک ایسی حکومت بنانا چاہتے تھے جو عوام کی توقعات کے تین سبجیدہ ہو اور ذمہ دار و جواب دہ بھی ہو۔ پارلیمانی عاملہ کا دوسرا نعم المبدل صدارتی نظام حکومت تھا۔ لیکن صدارتی نظام حکومت، صدر کے عہدہ پر بحیثیت سربراہ مملکت بہت زیادہ زور دیتا اور تمام اختیارات کا مأخذ ہوتا ہے۔ صدارتی عاملہ میں ہمیشہ شخصی پرستش کا خطرہ بنا رہتا ہے۔ ہندوستانی آئین ساز ایک پارلیمانی عاملہ چاہتے تھے، لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس شخصی - پرستش - کو متوالن رکھنے اور چیک کرنے کے لئے کافی انتظامات بھی موجود ہونے چاہئیں۔ پارلیمانی نظام میں، ایسے بہت سے طریقے ہوتے ہیں جو عاملہ کو مجلس قانون ساز یا عوام کے نمائندگان کے تین جواب دہ بناتے ہیں اور ان پر کنٹرول بھی کرتے ہیں۔ اس لئے آئین نے قوی اور ریاستی دونوں سطح پر عاملہ کا پارلیمانی نظام اختیار کیا۔ اس نظام کے مطابق، ایک صدر مملکت ہوتا ہے جو حکومت کا سربراہ ہوتا ہے۔ وزیر اعظم اور اس کے وزراء کی کوئی نسل، قوی سطح پر حکومت چلاتے ہیں۔ ریاستی سطح پر عاملہ میں گورنر، وزیر اعلیٰ اور اس کے وزراء کی کوئی نسل شامل ہوتی ہے۔

آئین ہند، مرکزی عاملہ کے تمام اختیارات با قاعدہ طور پر صدر مملکت کو عطا کرتا ہے، جبکہ حقیقت میں، ان اختیارات کا استعمال، وزیر اعظم اور اس کے وزراء کی کوئی نسل کے ذریعہ



کیا ہمارے وزراء اعظم بہت مضبوط نہیں تھے؟ کیا اس کے معنی یہ ہیں کہ پارلیمانی نظام بھی شخصی پرستش کی خامی سے محفوظ نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ عوام اور مجلس قانون ساز کو مستقل ہو شیار خبردار رہنا چاہیے۔

ہوتا ہے۔ صدر کا انتخاب پانچ سال کے لئے ہوتا ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ عام شہری، صدر کا انتخاب نہیں کرتے بلکہ منتخب ایم ایل اے اور ممبر ان پارلیمنٹ کرتے ہیں۔ اس کا انتخاب کا طریقہ ہے: مناسب نمائندگی، قبل منتقلی ووٹ

کے ساتھ (Proportional Representation with Transferable Vote)۔

صدر کو اس کے عہدے سے پالیمنٹ، مقدمہ کے ایک مخصوص طریقہ سے ہٹا سکتی ہے اس عمل کے لئے ایک مخصوص اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے جس کا ذکر، آخری باب میں کیا جائے گا۔ مقدمہ کی صرف ایک وجہ ہو سکتی ہے اور وہ ہے آئین کی خلاف ورزی۔

صدر کے اختیارات اور حیثیت

دفعہ (1) 74: وزراء کی ایک کوسل جس کا سربراہ وزیر یا عظم ہوگا،

صدر جمہوریہ کی معاون و مشیر ہوگی، جبکہ صدر جمہوریہ اپنے کارہائے منصبی انجام دیتے وقت اس کے مشورہ کے مطابق عمل کریں گے۔

صدر وزیروں کی کوسل کو اپنے مشورہ پر خواہ عام طور پر پریاد یا گیر طور

پر، دوبارہ غور کرنے کو کہہ سکے گا اور صدر اس طرح دوبارہ غور کرنے

کے بعد پیش کئے گئے مشورے کے مطابق کارروائی کرے گا۔

کیا آپ کو علم ہے کہ یہاں ”کرے گا“ کے معنی کیا ہیں؟ یہ اس بات کی نشاندہی کرتا کہ صدر مشورہ کا پابند نہیں ہے۔ صدر کے اختیارات کے دائرہ سے متعلق تنازعہ کے مذہب نظر، آئین میں ترمیم کے ذریعہ ایک خاص حق کوشال کیا گیا کہ صدر وزراء کی کوسل کے مشورہ کا پابند ہوگا۔ بعد میں اور ترمیم کی گئی جس کے ذریعہ یہ طے کیا گیا کہ صدر، وزراء کی کوسل سے مشورہ پر دوبارہ غور کرنے کے لئے کہہ سکتا ہے۔ پھر بھی وہ اس غور کردہ مشورہ کو قبول کرے گا۔

ہم دیکھ چکے ہیں کہ صدر حکومت کا باقاعدہ سربراہ ہوتا ہے۔ باقاعدہ کے معنی ہیں کہ صدر کے پاس وسیع تر عاملہ، قانون نیز، عدالتی اور ایم جنسی اختیارات ہوتے ہیں۔ پارلیمانی نظام حکومت میں ان اختیارات کا استعمال صدر وزراء کی کوسل کے مشورہ پر کرتا ہے۔ وزیر یا عظم اور اس کے وزراء کی کوسل کو لوک سمجھا میں اکثریت حاصل ہوتی ہے اور وہی حقیقی عاملہ ہے۔ زیادہ تر معاملات میں صدر کو وزراء کی کوسل کے مشورہ پر عمل کرنا ہوتا ہے۔



CAD, VOL.VI, P.734

"ہم نے ان کو کوئی حقیقی اختیار نہیں دیا لیکن ان کی حیثیت کو با اختیار اور پروقار بنایا ہے۔ آئین ایک ایسی عاملہ تحقیق کرنا چاہتا تھا جونہ تو حقیقی عاملہ ہو اور نہ برائے نام سربراہ، بلکہ ایسا سربراہ جونہ حکم چلاتا ہے اور نہ حکومت کرتا ہے بلکہ ایک عظیم رسمی سربراہ کی صورت میں ہوتا ہے۔"

صدر کے امتیازی اختیارات

مندرجہ بالا بحث کی بنی پر ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ کسی بھی صورت حال میں، صدر کے پاس امتیازی اختیارات نہیں ہیں؟ یا اندازہ غلط ہو گا۔ آئین کے مطابق صدر کو یہ حق حاصل ہے کہ تمام اہم معاملات اور وزراء کی کونسل کے اہم فیصلوں کے بارے میں اس کو باخبر رکھا جائے۔ صدر کے ذریعہ مطلوبہ اطلاعات فراہم کرنا و زیر اعظم کے لئے لازمی ہو گا۔ بعض اوقات صدر، وزیر اعظم کو خلط لکھتا ہے اور ملک کو درپیش مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کرتا ہے۔

اس کے علاوہ وہ تقریباً تین قسم کی ایسی صورتِ حال ہوتی ہیں جن میں صدر اپنی مرضی سے اختیارات کا استعمال کر سکتا ہے۔ پہلی حالت میں ہم پہلے ہی غور کر چکے ہیں کہ صدر وزراء کی کونسل کے مشورہ کو نظر ثانی کے لئے واپس بھیج سکتا ہے، تاکہ کونسل اپنے فیصلہ پر دوبارہ غور کر سکے۔ ایسے عمل میں صدر خود اپنی مرضی سے قدم اٹھاتا ہے۔ اگر صدر یہ سمجھتا ہے کہ اس کے مشورہ میں کوئی قانونی کی یا نقص ہے یا وہ ملک کے مفاد میں نہیں ہے، تو صدر اس مشورہ کو واپس بھیج سکتا ہے، تاکہ اس پر نظر ثانی کی جاسکے۔ اگرچہ وزراء کی کونسل وہی مشورہ اور فیصلہ دوبارہ بھیج سکتی ہے تب صدر اس مشورہ کا پابند ہو گا۔ صدر کے ذریعہ ایسی کوئی درخواست بہت معنی رکھتی ہے جس میں کسی مسئلہ پر نظر ثانی کے لئے کہا گیا ہو۔ اس معنی میں، صدر ایک اہم امتیازی اختیار کا استعمال اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے۔



میں صرف برابر نام صدر ہوں یا میں ایک درست سوال پوچھ رہا ہوں؟ کیا اضافی کتاب تحریر کرنے والے جو جاہوں سوال کرنے کا اختیار دیتے ہیں یا میں وہ سوال پوچھ رہا ہوں جو ان کے ذہن میں ہیں؟

باب 4: مجلسِ عاملہ

دوسرے صدر کے پاس ویٹو کا اختیار بھی ہے جس کی بنا پر وہ کوئی بل روک سکتا ہے یا نامنظور کر سکتا ہے (سوائے مالی بل کے) جس کو پارلیمنٹ نے منظور کر لیا ہو۔ پارلیمنٹ سے منظور شدہ ہر بل قطعی منظوری کے لئے صدر کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ اور اس کی منظوری ملنے پر ہی قانون کی شکل اختیار کرتا ہے۔ صدر اس بل کو دوبارہ غور کرنے کے لئے واپس بھیج سکتا ہے۔ ویٹو کا یہ اختیار بہت محدود ہوتا ہے کیونکہ اگر پارلیمنٹ اس



صدر کے متعلق بحثیت
محترم یا محترمہ بات کرنا
بہت اچھا ہے، لیکن کیا
کبھی کوئی عورت صدر
ہوئی ہے؟

ہم نے دیکھا کہ صدر کو کسی بل کو منظوری دینے کے لیے، وقت کی کوئی پابندی نہیں۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ ایسا پہلے ہو چکا ہے؟ 1986 میں، پارلیمنٹ نے ایک بل منظور کیا جس کا عنوان تھا، ہندوستانی ڈاک خانہ (ترمیم) بل۔ اس بل پر بہت تقید ہوئی کیونکہ اس سے آزادی پریس کو کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس وقت تو دوسرے صدر، آر۔ وینکٹ رام نے بالآخر اس بل کو نظر ثانی کے لیے پارلیمنٹ کو بھیج دیا۔ جو حکومت اس بل کو منظور کرانا چاہتی تھی، اس وقت تک بدلتی اور 1989 میں نئی حکومت انتداب میں آگئی۔ یہ حکومت ایک مختلف قسم کی مخلوط حکومت تھی اور اس بل کو دوبارہ پارلیمنٹ میں نہیں لائی۔ گویا، گیانی ذیل عکھ کے ذریعہ اس بل کو منظوری نہ دینے کی وجہ سے، یہ بل کبھی قانون نہ بن سکا۔

بل کو منظور کر لیتی ہے تب صدر کو اپنی منظوری دینا لازمی ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود، آئین میں وقت کی حد کا کوئی ذکر نہیں ہے، جس عرصہ میں صدر کو اس بل کو نظر ثانی کے لئے بھیجا جائے گا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ صدر جب تک چاہے اس بل کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ اس طور صدر ایک موثر طریقہ سے ویٹو کا استعمال کر سکتا ہے جس کو بعض اوقات ”پاکٹ ویٹو“ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

تیرے قسم کا اختیار تمیزی، سیاسی صورت حال سے ابھرتا ہے۔ اصولاً، وزیر اعظم کا تقرر صدر جمہور یہ کرتا ہے۔ عام طور پر، پارلیمانی نظام میں سربراہ ہوتا ہے جس کو لوک سمجھا میں اکثریت کی حمایت حاصل ہو۔ اسی شخص کا تقرر وزیر اعظم کے عہدہ پر کیا جاتا ہے۔ لہذا امتیازی اختیار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن تصور کیجیے، انتخابات کے بعد ایک ایسی صورت حال کا جس میں کسی سربراہ کو اکثریت حاصل نہ ہو۔ مزید تصور کیجیے کہ سیاسی اتحاد قائم کرنے کی کوششوں کے بعد بھی دو یا تین سربراہ اس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کو ایوان میں اکثریت حاصل ہے۔ اب صدر کو طے کرنا ہے کہ کس شخص کا بھیتیت وزیر اعظم تقرر کرے۔ ایسی صورت حال میں صدر کو اپنی امتیازی اختیارات کا استعمال کرنا لازمی ہو جاتا ہے تاکہ یہ فیصلہ ہو سکے کہ کس شخص کو واقعی اکثریت کی حمایت حاصل ہے، کون حکومت کی تشکیل کر سکتا ہے اور حکومت چلا سکتا ہے۔

ہندوستانی آئین اور کام

1989 سے پیش آنے والی اہم سیاسی تبدیلیوں نے صدراتی عہدہ کی اہمیت کو بڑھا دیا ہے 1989 سے 1998 تک ہونے والے چار پارلیمانی انتخابات میں کسی بھی سیاسی جماعت نے لوگ سمجھا میں اکثریت حاصل نہیں کی۔ ان حالات میں صدراتی خلص اندازی کی ضرورت پیش آئی۔ حکومت کی تشکیل کے لیے جوزیرا عظم ایوان میں اکثریت حاصل نہیں کر سکا اس کی درخواست پر ایوان کو تحلیل کر دیا گیا۔ لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ صدراتی امتیازی

وزیراعظم کے اختیاب میں درکار کردار

1977 کے بعد ہندوستان کی سیاست بہت مقابلہ جاتی نویعت کی ہو گئی۔ ایسی بہت سی مثالیں ہیں جب کسی بھی سیاسی جماعت کو، لوگ سمجھی میں اکثریت حاصل نہیں ہوئی۔ ایسے حالات میں صدر کیا کرتا ہے؟ مارچ 1998 میں ہونے والے انتخابات میں کسی بھی سیاسی جماعت یا سیاسی اتحاد کو اکثریت حاصل نہیں ہوئی۔ بھارتیہ جنتا پارٹی اور اس کی حامی جماعتوں کو 251 سیٹیں حاصل ہوئیں جو اکثریت سے 21 کم تھیں۔ صدر نارائن نے ایک واضح طریقہ اختیار کیا۔ انہوں نے اتحاد کے قائد اُل بہاری واچپی سے پوچھا کہ کیا وہ ”ایسی مضبوط حکومت بنانے کے خواہاں ہیں جو ایوان کا اعتماد حاصل کر سکے؟“ انہوں نے واچپی سے یہ بھی پوچھا کہ وہ ”متعلقہ سیاسی جماعتوں سے اپنے دعویٰ کی حمایت میں دستاویز پیش کریں“۔ صرف یہی نہیں بلکہ صدر نے واچپی کو مشورہ دیا کہ حلف برداری کے دس دن کے اندر ان درود اعتماد کا دوٹ بھی حاصل کریں۔

اختیارات کا تعلق سیاسی حالات سے ہے۔ جب حکومتیں مضبوطی حاصل نہیں کر پاتیں، مخلوط حکومتیں اقتدار پر قابض ہوتی ہیں، تو صدراتی اختیارات کے استعمال کی اہمیت اور دائرہ بڑھ جاتا ہے۔

اکثر حالات میں صدر، با قاعدہ طور پر اختیارات کا ملک ہوتا ہے اور قوم کا رسمی سربراہ۔ آپ جیران ہوں گے کہ پھر ہمیں صدر کی ضرورت کیوں ہے؟ پارلیمانی نظام میں وزراء کی کونسل کا انحصار ایوان میں اکثریت کی جماعت پر ہوتا ہے۔ اس کے یہ بھی معنی ہیں کہ وزراء کی کونسل کو کسی بھی وقت ہٹایا جاسکتا ہے اور اس کی جگہ نئی کونسل کو لایا جاسکتا ہے۔ ایسے حالات میں اس قسم کے سربراہ کی ضرورت ہوتی ہے جسکی میعاد مقرر ہو، جوزیرا عظم کے تقریباً اختیار رکھتا ہو اور جو پورے ملک کی نمائندگی کر سکے۔ عام حالات میں بھی صدر کا ایک کردار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جب

باب 4: مجلس عاملہ

کسی سیاسی جماعت کو اکثریت حاصل نہ ہو تو صدر کے اوپر ایک اہم ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے اور وہ ہے وزیر اعظم کا انتخاب کرنا جو ملک کا نظام حکومت چلا سکے۔

نائب صدر جمہوریہ

نائب صدر کا انتخاب پانچ سال کے لیے کیا جاتا ہے۔ اس کے انتخاب کا طریقہ وہ ہے جو صدر کے انتخاب کا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ریاستی مجلس قانون ساز کے ممبر اس انتخابی عمل میں شامل نہیں ہوتے۔ راجیہ سمجھا اکثریتی ووٹ سے روزیشن منظور کر کے، نائب صدر کو عہدہ سے ہٹا سکتی ہے جس کو لوک سمجھا کی حمایت حاصل ہو۔ صدر کو معزول کرنے کے طریقہ سے یہ طریقہ مختلف ہے۔ نائب صدر جمہوریہ، راجیہ سمجھا کا بخلاف منصب چیئر مین ہوتا ہے۔ صدر جمہوریہ کی موت، استعفی، معزولی کی کارروائی یا کسی اور وجہ سے صدر کا عہدہ خالی ہونے پر، نائب صدر جمہوریہ اس عہدہ پر کام کرتا ہے جب تک کہ نئے صدر کا انتخاب نہ ہو، وہ اس عہدہ پر فائز رہتا ہے۔ فخر الدین علی احمد کی وفات پر بی۔ ڈی۔ جٹی نے صدر کا عہدہ اس وقت تک سنبھالا جب تک کہ نئے صدر کا انتخاب نہ ہوا۔

اپنی معلومات چیک کیجیے

تصور کیجیے کہ وزیر اعظم، کسی ریاست میں ”صدر راج نافذ“ کرنا چاہتا ہے، جو ریاست میں دلوں پر ہونے والے مظالم کو روکنے میں ناکام رہی ہے۔ صدر جمہوریہ کا نقطہ نظر مختلف ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ صدر راج کو نافذ کرنے کی دفعہ کا استعمال کم کیا جائے۔ ایسی صورتِ حال میں، درج ذیل راہوں میں سے کون سی راہ صدر جمہوریہ کے لئے کھلی ہے؟

(a) وزیر اعظم کو یہ کہا جائے کہ صدر راج نافذ کرنے کے حکم پر وہ مستخط

نہیں کرے گا۔

(b) وزیر اعظم اسے برخاست کر دے۔

ہندوستانی آئین اور کام

- (c) وزیر اعظم کو ہدایت دے کر ریاست میں CRPF بھیج دی جائے۔
(d) ایک اخبار کی بیان جاری کرے کہ وزیر اعظم کا نقطہ نظر غلط ہے۔
(e) اس مسئلہ پر وزیر اعظم سے گفت و شنید کرے اور ایسا قدم اٹھانے سے اس کو روکے لیکن پھر بھی وہ اسی بات پر زور دے ہے تو اس کے حکم پر مستخط کر دے۔

وزیر اعظم اور وزراء کی کنسل

ہندوستان میں حکومت یا سیاست پر کوئی بھی بحث، وزیر اعظم ہند کے ذکر کے بغیر نامکمل ہو گی۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟

ایک کارٹون پڑھئے



وزیر اعظم کے بغیر وزراء کی کوئی کنسل نہیں ہوتی۔ یہ کارٹون دکھاتا ہے کہ کس طرح وزیر اعظم، وزراء کی کنسل کی "قیادت" کرتا ہے۔

باب 4: مجلسِ عاملہ

اس باب میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ صدر جمہور یا اپنے اختیارات کا استعمال صرف وزراء کی کونسل کے مشورہ سے کرتا ہے۔ اس کونسل کا سربراہ وزیر اعظم ہوتا ہے۔ لہذا وزراء کی کونسل کے سربراہ کی حیثیت سے، وزیر اعظم ہمارے ملک میں حکومت کا سب سے اہم عہدیدار بن جاتا ہے۔

R K Laxman in The Times of India.

ایک کارٹون پڑھئے



کیا صرف یہی اہمیت رکھتی ہے۔ وزارت؟ گھر، کار، نوکر، سفر، غیر ملکی دورے، سیکورٹی، میکریٹری وغیرہ اس سب کے کچھ معنی نہیں آپ کی نظر میں؟

لوگ وزیر کیوں بننا چاہتے ہیں؟ اس کارٹون سے واضح ہو جاتا ہے کہ صرف سہوتوں اور رتبہ کے لیے، پھر کچھ وزارتوں کے لیے مقابلہ کیوں ہوتا ہے؟

جہاں عاملہ پارلیمانی شکل میں موجود ہے، وہاں یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ وزیر اعظم کو لوک سمجھا میں اکثریت کی حمایت حاصل ہو۔ یہی حمایت وزیر اعظم کو بہت با اختیار بنادیتی ہے۔ جس لمحہ اکثریت کی حمایت ختم ہو جائے، وزیر اعظم اپنا عہدہ کھود دیتا ہے۔ آزادی کے بعد، بیس سالوں تک، کانگریس پارٹی کو لوک سمجھا کی مکمل حمایت حاصل رہی اور اسی کا سربراہ وزیر اعظم ہوتا رہا۔ 1989 کے بعد ایسے بہت سے موقع آئے جب کسی واحد جماعت کو لوک سمجھا میں اکثریت حاصل نہیں ہو سکی۔ مختلف سیاسی جماعتوں نے مل کر اتحادی حمایت بنائی اور ایوان میں اکثریت حاصل کی۔ ایسے حالات میں وہی سربراہ وزیر اعظم بن سکا جس کو اس اتحاد کے حصہ داروں کی قبولیت ملی۔ باقاعدہ طور پر بحیثیت وزیر اعظم کرے۔

پھر وزیر اعظم یہ طے کرتا ہے کہ اس کی وزراء کونسل میں کون کون وزیر ہوں گے؟ وزیر اعظم ان کے رتبہ اور وزارتوں کا تعین کرتا ہے۔

بزرگی اور سیاسی اہمیت کی بنا پر، وزریوں کو کاہینہ، ریاستی یا نائب وزیر کا درجہ دیا جاتا ہے۔ وزیر اعظم اور اس کے تمام وزریوں کا ممبر پارلیمنٹ کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ممبر پارلیمنٹ بنے بغیر کوئی وزیر یا وزیر اعظم بن جاتا ہے تو چھ ماہ کے اندر اندر پارلیمنٹ کی ممبر شپ حاصل کرنا ضروری ہے۔

آئین ساز اسمبلی کے بعض ممبران کا خیال تھا کہ وزیروں کا انتخاب مجلس قانون ساز کے ذریعہ ہونا چاہیے، ناکہ وزیر عظم یا وزیر اعلیٰ کے ذریعہ۔ ”سوئز نظام، جس کے تحت مجلس قانون ساز ایک مخصوص مدت کے لیے عاملہ کا انتخاب کرتی ہے۔۔۔۔۔ میری نظر میں ریاستوں کے لیے، بہترین نظام حکومت ہے۔۔۔۔۔ واحد قابل انتقال و وٹ۔۔۔۔۔ عاملہ کے تقرر کے لیے، بہترین نظام ہے کیوں کہ اس میں تمام مفادات کی نمائندگی ہو گی اور مجلس قانون ساز میں کسی جماعت کو ایسا کہنے کا موقع نہیں ملے گا کہ اس کی نمائندگی نہیں ہوئی۔“

بیگم عزیز رسول

CAD, VOL. IV, P.635

وزراء کی کوسل کا سائز

91 ویں ترمیم (2003) سے قبل، وزراء کی کوسل کا سائز، وقت اور حالات کی ضرورت کے مطابق طے کیا جاتا تھا۔ لیکن اس صورت میں یہ سائز بہت بڑا ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جب کسی جماعت کی اکثریت حاصل نہیں ہوتی تھی تو زیادہ سے زیادہ ممبران کی حمایت حاصل کرنے کے لیے، دوسری پارٹیوں کو وزارتی عہدے دیے جاتے تھے۔ بہت سی ریاستوں میں ایسا اکثر ہوتا تھا۔ لہذا آئین میں ایک ترمیم لائی گئی کہ لوک سمجھا کے ممبران کی 15 فیصد تعداد سے زیادہ وزیر نہیں ہونے چاہیں (ریاستوں کے عاملہ میں اسمبلی میں بھی)۔

مجلس قانون ساز کے باب میں آپ ان طریقوں کے متعلق پڑھیں گے جن کے ذریعہ پارلیمنٹ عاملہ پر تنصیلی نگرانی رکھتی ہے۔ لیکن ہمیں یہ ہن نشین رہنا چاہیے کہ پارلیمانی عاملہ کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ عاملہ روزمرہ کے اعتبار سے خود مجلس قانون ساز کی نگرانی اور کنٹرول میں ہوتی ہے۔

وزراء کی کوسل اجتماعی طور پر لوک سمجھا کے تین ذمہ دار و جواب دہ ہوتی ہے۔ اس دفعہ کے معنی یہ ہیں کہ کوئی وزارت اگر لوک سمجھا کا اعتماد کھو دیتی ہے، تو اس کو مستحقی ہونا پڑتا ہے۔ یہ اصول ظاہر کرتا ہے کہ کوئی بھی وزارت، پارلیمنٹ کی عاملہ کمیٹی ہوتی ہے اور اجتماعی طور پر ایوان کی جانب سے حکومت چلاتی ہے۔ اجتماعی ذمہ داری کی بنیاد: کابینہ کا باہمی اتحاد کا اصول ہے۔ اس کے معنی ہیں کہ اگر ایک وزیر کے خلاف عدم اعتماد کا ووٹ منظور ہو جائے تو پوری

کو نسل کو مستغفی ہونا پڑتا ہے۔ یہ بھی ظاہر کرتا ہے کہ کوئی وزیر اگر کابینہ کے کسی فیصلہ یا حکمِ عملی سے اتفاق نہیں کرتا تو اس کو یا تو اس فیصلہ یا حکمِ عملی کو قبول کرنا ہو گایا پھر مستغفی ہونا پڑے گا۔

ہندوستان میں، وزیرِ اعظم کا رتبہ حکومت میں مقدم و ممتاز ہوتا ہے۔ وزیرِ اعظم کے بغیر وزراء کی کو نسل کا کوئی وجود نہیں۔ وزیرِ اعظم کی موت یا مستغفی کا مطلب ہے، وزراء کی کو نسل کا خود بخود تخلیل ہو جاتا۔ لیکن کسی ایک وزیر کی موت یا عہدہ سے برخاشگی یا معطلی کے معنی میں صرف ایک وزارت کا خالی ہونا ہے۔ وزیرِ اعظم ایک جانب پارلیمنٹ اور وزراء کی کو نسل اور دوسری جانب وزراء کی کو نسل اور صدر جمہوریہ کے درمیان رابطہ کا کام کرتا ہے۔ وزیرِ اعظم کا یہی کردار، بقول پنڈت نہرو ”حکومت کے ذہرے کی کیل“ ہے۔ وزیرِ اعظم کی آئینی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ وفاق کے تمام معاملات کے انتظام اور وزراء کی کو نسل کے فیصلوں سے صدر جمہوریہ کو آگاہ کرے۔ وزیرِ اعظم حکومت کے تمام اہم کاموں میں شامل ہوتا ہے اور حکومت کی حکمتِ عملی سے وابستہ فیصلے کرتا ہے۔ اس طرح وزیرِ اعظم کو حکومت کو قابو میں رکھنے کے تمام اختیارات مختلف ذرائع سے حاصل ہوتے ہیں۔ افسرشاہی پر حکم چلانا، میڈیا سے رابطہ، انتخابات کے دوران شخصیتوں کو پیش کرنا، بین الاقوامی سربراہ کانفرنس اور غیر ملکی دوروں کے موقع پر قوی سربراہ کی حیثیت سے پیش ہونا۔



ہاں! مجھے معلوم ہے کہ افسران، عوام کی خدمت کے لئے ہوتے ہیں۔ لیکن ہمیشہ ہی عوام ان افسران سے خوف زدہ ہے۔ اور افسران اپسے برتساؤ کرتے ہیں جیسے وہ مالک ہوں۔

بہر حال، جو اختیارات وزیرِ اعظم اپنے پاس رکھتا ہے اور حقیقت میں ان کو استعمال کرتا ہے، اس کا انحصار موجودہ سیاسی صورتِ حال پر قائم ہے۔ جب کوئی واحد جماعت لوک سماج میں اکثریت حاصل کرتی ہے تو وزراء کی کو نسل اور وزیرِ اعظم کی حیثیت کسی بھی حملہ سے محفوظ ہوتی ہے۔ لیکن جب مختلف سیاسی جماعتوں مخلوط حکومتوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ ان میں سے کئی حکومتوں لوک سماج کی میعاد پوری نہیں کر سکتیں۔ یا تو ان کو برخاست کر دیا گیا ایسا اکثریت کی حمایت حاصل نہ ہونے کی وجہ سے مستغفی ہونا پڑا۔ ان حالات نے پارلیمانی عاملہ کی کارکردگی کو متاثر کیا ہے۔

اولاً، وزیرِ اعظم کے انتخاب میں، صدر جمہوریہ کے بڑھتے ہوئے امتیازی اختیارات

ہندوستانی آئین اور کام

اپنے حالات کا ماحصل ہیں۔ دوسرے، اس عرصہ میں ہندوستانی سیاست کی خلوط نوعیت کی وجہ سے سیاسی شرکاء کے مابین زیادہ گفت و شنید کی ضرورت نے وزیر اعظم کے اختیارات کو نقصان پہنچایا ہے۔ تیسرا اسی کی وجہ سے وزیر اعظم کے بعض مخصوص اختیارات پر بندشیں لگ گئیں، جیسے وزراء کا انتخاب، عہدوں کی تقسیم اور وزارتی منصب طے کرنا۔ چوتھی بات یہ ہوئی کہ حکومت کی حکمتِ عملی اور پروگرام اب صرف وزیر اعظم تھا۔ انہیں کرسکتا۔

انتخابات سے قبل اور بعد دونوں موقعوں پر، مختلف نظریات کی حامل سیاسی جماعتوں حکومت سازی کی غرض سے متعدد ہو جاتی ہیں۔ سیاسی شرکاء یا رفیقوں کے درمیان کافی گفت و شنید کے بعد ہی حکمت عملیاں طے کی جاتی ہیں اور باہمی سمجھوتے ہوتے ہیں۔ اس پورے عمل کے دوران وزیر اعظم کا کردار مخفی گفت و شنید کرنے والے شخص کا ہو کر رہ جاتا ہے۔

ریاستی سطح پر اسی طرز کی پارلیمانی عالمہ موجود ہوتی ہے، صرف کچھ معمولی فرقے کے ساتھ۔ سب سے اہم فرق یہ ہے کہ وہاں صدر کے ذریعہ مقرر کردہ گورنر ہوتا ہے (جس کا تقرر مرکزی حکومت کی سفارش پر کیا جاتا ہے)۔ اگرچہ، وزیر اعظم کی طرح ریاستی وزیر اعلیٰ بھی اسمبلی میں اکثریت جماعت کا سربراہ ہوتا ہے، لیکن گورنر کے خصوصی اختیارات زیادہ ہوتے ہیں۔ بہر حال، ریاستی سطح پر بھی مخصوص پارلیمانی نظام کام کرتا ہے۔

ایک کارٹون پڑھیے



میری پریشانیاں خوب نہیں ہوئیں۔ مجھے اختداد کا دوٹ حاصل ہو گیا ہے۔

اختداد کا دوٹ حاصل ہونے کے بعد بھی وزیر اعلیٰ خوش نہیں ہے۔ کیا آپ تصور کر سکتے ہیں کہ ایسا کیوں ہے؟

اپنی معلومات چیک کیجیے:

فرض کیجیے: وزیر اعظم کو وزراء کی کوئی کوئی انتخاب کرنا ہے۔ وہ کیا دیکھے گا یاد پہنچیں گی؟

- (a) ان کا انتخاب ہو گا جو مختلف موضوعات میں ماہر ہوں گے۔
- (b) صرف ان کا انتخاب ہو گا جو ان کی پارٹی سے ہوں گے۔
- (c) صرف ان کا انتخاب ہو گا جو ذاتی طور پر قابل اعتماد اور وفادار ہوں گے۔
- (d) صرف ان کا انتخاب ہو گا جو حکومت کے حامی ہوں گے۔
- (e) مختلف امیدواروں میں سے ان کے سیاسی وزن کی بنا پر کیا جائے گا۔

وزراء کے فیصلوں کو، کون نافذ کرتا ہے؟

حکومت کے عضو، عاملہ میں وزیر اعظم، وزراء اور وہ بڑا گروپ شامل ہوتا ہے جسے افسر شاہی یا انتظامی عملہ کہتے ہیں۔ اس افسر شاہی عملہ اور فوجی سروں کے درمیان فرق یہ ہے کہ اسے سول سروں (شہری خدمات کا عملہ) کہتے ہیں۔ اس میں حکومت کے مستقل عملہ میں تربیت یافتہ اور باہم رعہ دیدار شامل ہوتے ہیں جن کو حکومت کی حکمت عملی تیار کرنے اور ان کو نافذ کرنے کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے۔

جب ہر بیت میں، عوام کے منتخب نمائندے اور وزراء حکومت کے گمراہ ہوتے ہیں اور پوری انتظامیہ ان کی نگرانی اور کنٹرول میں رہتی ہے۔ پارلیمانی نظام میں، مجلسِ قانون ساز ہی عاملہ کو کنٹرول کرتی ہے۔ افسران، مجلس قانون ساز کے ذریعہ اختیار کردہ حکمت عملی کی خلاف ورزی نہیں کر سکتے۔ یہ وزراء کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ انتظامیہ پر سیاسی کنٹرول قائم رکھیں۔

ہندوستان نے ایک پیشہ وار انتظامی عملہ قائم کیا ہے۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ عاملہ سیاسی طور پر جواب دہ بھی ہے۔ افسران سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ سیاسی طور پر غیر جانب دار ہوں۔ اس کے معنی ہیں کہ حکمت عملی سے متعلق

ہندوستانی آئین اور کام

معاملات پر افسران کوئی سیاسی فیصلہ نہیں لیں گے۔ جمہوریت میں یہ اس کا ہمیشہ امکان رہتا ہے کہ کوئی پارٹی ایکشن میں ہار جاتی ہے اور کوئی نئی پارٹی پہلی حکومت کے ذریعہ اختیار کردہ حکمت عملی کی جگہ نئی حکومت عملی اختیار کرنا چاہتی ہے۔ ایسی صورت میں انتظامی عملہ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ نئی حکومت کے ذریعہ اختیار کی جانے والی حکومت عملی کو نافذ کرنے میں اس کی مدد کرے۔

آج ہندوستان کی افسرشاہی ایک عظیم پچیدہ نظام بن چکی ہے۔ اس میں آل انڈیا سول سرویز، اسٹینٹ سرویز، مقامی حکومت کے ملازم میں، تکنیکی اور منیجمنٹ میں اضاف جو عوامی ادارے چلاتے ہیں، شامل ہوتے ہیں۔ ہمارے آئین ساز ایک غیر جانب دارانہ اور پیشہ و رانہ افسرشاہی کی اہمیت سے واقف تھے۔ وہ یہ چاہتے تھے کہ سول سرویز کے ملازم میں یا افسران کا انتخاب قابلیت کی بنا پر غیر جانب دارانہ ہو۔ ہندوستانی حکومت کے سول سرویز کے ملازم میں کے انتخاب کا پورا عمل یو۔ پی۔ ایس۔ سی۔ کے ذریعہ قائم ہوا۔ اسی طرح ریاستوں کے لئے، ریاستی سول سرویز کمیشن بنائے گئے۔ ان کا تقریباً ایک مقررہ میعاد کے لئے ہوتا ہے۔ ان کو عہدہ سے برطرف کرنے کے لئے سپریم کورٹ کے نجج کے ذریعہ تحقیقات کرائی جاتی ہے۔

جہاں عمدہ کا رکردنگی اور قابلیت، تقریر کے اصول ہیں، وہاں آئین بھی اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ معاشرہ کے تمام طبقات بشویں کمزور طبقات کو افسرشاہی میں شامل ہونے کے لئے برابر موقع حاصل ہوں۔ اس مقصد کے لئے آئین نے دلت اور آدی واسیوں کے لئے ملازمتوں میں ریزرویشن دیا ہے۔ یہ اتزمات اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ افسرشاہی میں زیادہ نمائندگی ہوا اور سول سرویز کی تقریبیوں کی راہ میں عدم مساوات حائل نہ ہو۔



ہاد! مجھے معلوم ہے کہ افسران،
عوام کی خدمت کے لئے ہوتے
ہیں۔ لیکن ہمیشہ ہی عوام ان
افسران سے خوف زدہ رہتے
ہیں۔ اور افسران ایسے برتاب کرتے
ہیں جیسے وہ مالک ہوں۔

سول سرویز کی تقسیم

م	آل انڈیا سول سرویز	سنٹرل سول سرویز
اسٹینٹ سول سرویز	انڈین ایڈمنیسٹریٹیو سول سرویز	انڈین فارین سول سرویز
ڈپٹی ملکٹر	انڈین کشم سول سرویز	انڈین پولیس سول سرویز
سیلیں ٹیکسٹ افس		

باب 4: مجلس عاملہ

یونین پلک سروس کمیشن (U.P.S.C.) کے ذریعہ منتخب آئی اے ایس اور آئی - پی۔ ایس افسران، ریاستوں کی افسرشاہی کے لیے ریڑھ کی بڑی مانے جاتے ہیں۔ شاید آپ جانتے ہوں گے کہ لکھنور پر ایک آئی - اے ایس، (I.A.S.) افسر ہوتا ہے اور یہ کہ اس افسر کے کاموں کے شراط مرکزی حکومت طے کرتی ہے۔ آئی - اے ایس یا آئی - پی۔ ایس (I.P.S.) افسران کو ایک ریاست مختص کی جاتی ہے اور وہ اسی ریاست کے ماتحت کام کرتا ہے۔ چونکہ ان افسران کا تقرر مرکزی حکومت کے ذریعہ ہوتا ہے، لہذا وہ مرکزی حکومت میں واپس بھی جاسکتے ہیں۔ اور اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ صرف مرکزی حکومت ہی ان کے خلاف انصباطی قدم (Disciplinary Step) اٹھا سکتی ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ریاست کے اہم ترین عہدیدار اصل مرکزی حکومت کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔

یونین پلک سروس کمیشن کے ذریعہ ان افسران کے تقرر کے علاوہ ریاست کا انتظام سنبلانے کے لئے اسٹیٹ سروس کمیشن کے ذریعہ مقرر کردہ افسران بھی ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ہم بعد میں مطالعہ کریں گے فیڈرل زمروفاقت کے باب میں، افسرشاہی کا یہ پہلو دراصل ریاستی انتظام پر مرکزی حکومت کے کنٹرول کو مزید استحکام دیتا ہے۔

افرشاہی وہ اوزار ہے جس کے ذریعہ عوام کی فلاج و بہبود سے متعلق حکومت کی حکمت عملی عوام تک پہنچتی ہے، لیکن اکثر یہ اس قدر طاقت ور ہوتی ہے کہ عوام کی سرکاری افسر سے رابطہ قائم کرنے میں خوف محسوس کرتے ہیں۔ عوام کا یہ تجربہ ہے کہ عام شہریوں کی توقعات ارمطابات کے تین افسرشاہی قسمی غیر حساس ہوتی ہے، اگر جمہوری طریقہ سے منتخب حکومت افسرشاہی کو کنٹرول کرے تو ان کے کچھ مسائل حل کئے جاسکتے ہیں۔ دوسری جانب حد سے زیادہ سیاسی دخل اندازی افسرشاہی کو سیاست دانوں کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنادیتی ہے۔ اگرچہ آئین ہند نے تقرری کا ایک آزاد نظام قائم کیا ہے پھر بھی بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ سرکاری افسران کو اپنے کاموں میں سیاست دانوں کی دخل اندازی سے محفوظ رکھنے کا آئینی انتظام نہیں کیا گیا ہے۔ یہ بھی محسوس کیا جاتا ہے کہ شہریوں کے تین افسرشاہی کی جواب دہی کے لئے خاطرخواہ دفعات موجود نہیں ہیں۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ حق اطلاعات کی طرز پر افسرشاہی کو مزید جواب دہ اور ذمہ دار بنایا جائے گا۔

اختتام

جدید عالمہ حکومت کا ایک با اختیار طاقت و رادارہ ہے۔ حکومت کی تمام اقسام میں، دوسرے اعضاء کے مقابلہ عالمہ کے اختیارات زیادہ ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے عالمہ پر جمہوری کنٹرول کی مزید ضرورت پیدا ہوتی ہے۔ ہمارے آئین سازوں کا یہ خیال دوراندیشی پر منی تھا کہ عالمہ پر باقاعدہ گمراہی کی مزید ضرورت ہے۔ اس طرح ایک پارلیمانی عالمہ اختیار کی گئی۔ میعادی انتخابات، اختیارات پر آئینی بندشیں اور جمہوری سیاست نے اس بات کو یقینی بنایا ہے کہ عالمہ کا عضو غیر ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔

مشق

1 - پارلیمانی عالمہ کے معنی ہیں:

(a) وہ عالمہ جہاں ایک پارلیمنٹ ہوتی ہے۔

(b) پارلیمنٹ کے ذریعہ منتخب عالمہ۔

(c) جہاں پارلیمنٹ بحیثیت عالمہ کام کرتی ہے۔

(d) عالمہ جو پارلیمنٹ میں اکثریت پر منحصر ہوتی ہے۔

2 - یہ بات چیت پڑھئے۔ کون سی دلیل سے آپ اتفاق کرتے ہیں اور کیوں؟

امیت: آئینی دفعات کو دیکھتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صدر جمہور یہ مخفی ایک رہنمی مہر ہے۔

شمع: صدر و زیرا عظم کا تقریر کرتا ہے۔ اس لئے وزیرا عظم کو برخاست کرنے کے اختیار بھی اس کے پاس ہونے چاہئیں۔

راجحیش: ہمیں صدر کی ضرورت نہیں ہے۔ انتخابات کے بعد پارلیمنٹ اجلاس کر سکتی ہے تاکہ وزیرا عظم بننے والے سربراہ کا انتخاب کر سکے۔

باب 4: مجلس عاملہ

3۔ درج ذیل بیانات کو صحیح طریقہ سے ملائیے:

- (a) اندھین فارن سروں
(b) کسی بھی قومی دفتر میں کام کرتا ہے، خواہ وہ راجدھانی میں ہو یا ملک میں کہیں بھی
(c) اس مخصوص ریاست میں کام کرتا ہے جہاں اس کو بھیجا گیا ہو، عارضی طور پر مرکز میں بھی جاسکتا ہے
(d) ملک کے باہر سفارت خانوں میں کام کرتا ہے

4۔ اس وزارت کا کام بتائیے جس نے درج ذیل خبریں جاری کیں؟ کیا یہ وزارت مرکزی حکومت کی ہو گئی یا ریاستی حکومت کی؟ کیوں؟

- (a) ایک سرکاری بیان میں کہا گیا کہ 2005-2004 میں تمل ناڈو ٹیکسٹ بگ کار پوریشن درج VII، X اور XL کے لئے نئی لٹایں جاری کرے گا۔

(b) ایک نئی ریلوے لوپ لائن تری ولور چنئی کے بھیڑ بھاڑ والے علاقے کے درمیان سے نکالی جائے گی، جو خام لوہے کے تاجریوں کی مدد کے لئے ہو گی۔ نئی لائن جو قریبًا 80 کلومیٹر لمبی ہو گی اس کی شاخ پوٹور میں ہو گی اور بندرگاہ کے پاس اتھی پٹو پہنچے گی۔

(c) سہ ممبری سب ڈویژنل کمیٹی بنائی گئی تھی جس نے رامیاپیٹ میں کسانوں کے ذریعہ خودکشی کے واقعات کی تصدیق کرتے ہوئے پایا کہ اس مہینہ فصلوں کی خرابی کے نتیجے میں اقتصادی مشکلات کے سبب دو کسانوں نے خودکشی کی ہے۔

5۔ وزیر اعظم کا انتخاب کرتے وقت، صدر منتخب کرتا ہے:

- (a) لوک سمجھا میں سب سے بڑی جماعت کے سربراہ کو

(b) جو اتحاد لوک سمجھا میں سب سے بڑی جماعت بناتا ہے، اس کے سربراہ کو

- (c) راجیہ سمجھا میں سب سے بڑی جماعت کے سربراہ کو

- (d) جس جماعت کو یا اتحادی جماعت کو لوک سبھا میں اکثریت کی حمایت حاصل ہو، اس کے سربراہ کو یہ بحث پڑھئے اور بتائیے کہ ان میں کون سا بیان ہندوستان پر نافذ ہوتا ہے۔
- آلوک: وزیر اعظم ایک بادشاہ جیسا ہے، وہ ہمارے ملک میں ہر فیصلہ کرتا ہے۔
شیکھر: وزیر اعظم ”ਬرابر حیثیت والوں میں سب سے اول“ ہوتا ہے۔ اس کے کوئی خاص اختیارات نہیں ہوتے۔ تمام وزریوں اور وزیر اعظم کے اختیارات مساوی ہوتے ہیں۔
- بوبی: وزیر اعظم کو جماعت کے ارکان اور حکومت کے حامیوں کی توقعات کا خیال رکھنا ہوتا ہے۔ پھر بھی، وزیر اعظم کی حکمت عملی طے کرنے اور وزراء کے انتخابات میں اہم آواز ہوتی ہے۔
- آپ کے خیال میں صدر جمہوریہ، وزراء کی کنسل کے مشورہ کا پابند کیوں ہوتا ہے؟ اپنا جواب کم از کم 100 الفاظ میں دیجئے۔
- عالملہ کا پارلیمانی نظام عاملہ کو کثروں میں رکھنے کے لئے مجلس قانونی ساز کو بہت سے اختیارات دیتا ہے۔
- آپ کے خیال میں عاملہ پر کثروں کرنا اس قدر ضروری کیوں ہے؟
- یہ کہا جاتا ہے کہ انتظامی مشینری میں بہت زیادہ سیاسی دخل اندازی ہوتی ہے۔ یہ تجویز کیا جاتا ہے کہ آزاد اداروں کی تعداد زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے جن کو وزراء کے تین جواب دنے ہونا پڑے۔
- (a) آپ کے خیال میں کیا انتظامیہ عوام کی دوست بن جائے گی؟
(b) آپ کے خیال میں کیا اس سے انتظامیہ کی کارکردگی اچھی ہوگی؟
(c) کیا جمہوریت کے معنی ہیں: انتظامیہ پر منتخب نمائندوں کا مکمل کثروں۔
- 10۔ تقریباً دسو الفاظ میں ایک مضمون اس عنوان پر تحریر کیجیے: ”تقرر کردہ انتظامیہ کی بجائے منتخب انتظامیہ کی تجویز۔“

